Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
فون: ۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی
جلد ۴۲/۷۷ | اتوار - ۲۰ ذیقعدہ ۱۴۱۲ھ - ۲۴ ہجرت ۱۳۷۱ ہش - ۲۴ مئی ۱۹۹۲ء | نمبر ۱۲۰

خصوصی درخواست دعا

مکرم ناظر صاحب خدمت درویشاں اطلاع دیتے ہیں کہ:
محترمہ سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ بیگم محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب آنکھوں کی تکلیف سے بیمار ہیں۔ علاج جاری ہے۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے سیدہ موصوفہ کو شفاء عطا فرمائے۔

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

"بہت سے لوگ جو اہل و عیال کا تہیہ کرتے ہیں اور ان کے سارے ہم و غم اسی پر آکر ختم ہو جاتے ہیں کہ اُن کی اولاد ان کے بعد اُن کے مال و اسباب اور جائیداد کی مالک اور جانشین ہو۔ اگر انسان اسی حد تک محدود ہے اور وہ خدا کے لئے کچھ بھی نہیں کرتا تو یہ جہنمی زندگی ہے۔ اس کو اس سے کیا فائدہ؟ جب یہ مر گیا تو پھر کیا دیکھنے آئے گا۔ کہ اس کی جائیداد کا کون مالک ہوا ہے۔ اور اس سے اس کو کیا آرام پہنچے گا۔ اس کا تو قصہ پاک ہو چکا اور یہ کبھی پھر دنیا میں نہیں آئے گا۔ اس لئے ایسے ہم و غم سے کیا حاصل جو دنیا میں جہنمی زندگی کا نمونہ ہے اور آخرت میں بھی عذاب دینے والا۔"

(ملفوظات جلد سوم صـ ۵۹۸)

"یاد رکھو دعا ایک موت ہے اور جیسے موت کے وقت اضطراب اور بے قراری ہوتی ہے اسی طرح پر دعا کے لئے بھی ویسا ہی اضطراب اور جوش ہونا ضروری ہے۔ اس لئے دعا کے واسطے پورا پورا اضطراب اور گداز جب تک نہ ہو تو بات نہیں بنتی۔ پس چاہیئے کہ راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر نہایت تضرع اور زاری و ابتہال کے ساتھ خدا تعالیٰ کے حضور اپنی مشکلات کو پیش کرے اور اس دعا کو اس حد تک پہنچاوے کہ ایک موت کی سی صورت واقع ہو جاوے اس وقت دعا قبولیت کے درجہ تک پہنچتی ہے۔"

(ملفوظات جلد سوم صـ ۶۱۶)

نتیجہ مقابلہ جوبلی علم انعامی سال ۹۱-۱۹۹۰ء مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان

مقابلہ جوبلی علم انعامی ۹۱-۱۹۹۰ء مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان میں درج ذیل دس مجالس نے امتیاز حاصل کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ اعزاز ان کے لئے ہر لحاظ سے مبارک فرمائے۔

۱۔ مجلس خدام الاحمدیہ دارالذکر ضلع فیصل آباد اوّل اور جوبلی علم انعامی کی مستحق قرار پائی۔
۲۔ مجلس خدام الاحمدیہ گلشن پارک ضلع لاہور دوئم اور سند خوشنودی کی مستحق قرار پائی۔
۳۔ مجلس خدام الاحمدیہ وحدت کالونی ضلع لاہور سوئم اور سند خوشنودی کی مستحق قرار پائی۔
۴۔ مجلس خدام الاحمدیہ عزیز آباد کراچی چہارم۔
۵۔ مجلس خدام الاحمدیہ سلطانپورہ لاہور پنجم
۶۔ مجلس خدام الاحمدیہ سٹیل ٹاؤن کراچی ششم
۷۔ مجلس خدام الاحمدیہ ملیر کینٹ کراچی ہفتم
۸۔ مجلس خدام الاحمدیہ ساہیوال شہر ہشتم
۹۔ مجلس خدام الاحمدیہ مقامی ربوہ نہم
۱۰۔ مجلس خدام الاحمدیہ اسلام آباد ضلع لاہور۔ دہم

تقریب شادی

مکرمہ روبینہ تاج چوہدری صاحبہ بنت مکرم رشید احمد صاحب چوہدری سیکرٹری امور عامہ جماعت احمدیہ ناروے کی تقریب شادی خانہ آبادی ہمراہ مکرم اظہر داؤد احمد صاحب ابن مکرم منور احمد صاحب اختر ریٹائرڈ اسکواڈرن لیڈر راولپنڈی اوسلو کے ہوٹل SAS میں مورخہ ۱۸ اپریل بروز ہفتہ شام ۷ بجے عمل میں آئی۔ اس تقریب میں احمدی دوستوں کے علاوہ لوکل نارویجین باشندوں نے بھی شرکت کی۔

تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ جس کا نارویجین ترجمہ بھی

باقی صـ ۸ پر

اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنے کیلئے خود کوشش کرو

اقتباس از خطبہ فرمودہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الثالث) اللہ تعالےٰ آپ کے درجات بلند فرمائے

"ہمیں یہ کہا گیا ہے کہ اگر تم خدا تعالےٰ کے وصل اور لقاء سے محروم ہو تو تم خود ذمہ دار ہو۔ کوئی اور اس کا ذمہ دار نہیں ہے کیونکہ کسی اور کو یہ طاقت نہیں دی گئی کہ وہ خدا کی محبت اور تمہارے درمیان حائل ہو سکے۔ کسی کو یہ طاقت نہیں دی گئی کہ خدا تعالیٰ تم سے پیار کرنا چاہے اور وہ اس میں روک بن سکے۔ خدا تعالیٰ سے دور لے جانے والی طاقتیں جو کچھ کر سکتی ہیں وہ یہی ہے کہ تمہاری کوشش کو کمزور کر دیں لیکن یہ تمہارا فرض ہے کہ تم اپنی کوشش کو کمزور نہ ہونے دو۔ تم خدا تک پہنچنے کے لئے پورا زور لگاؤ۔ خدا کی راہ میں قربانیاں دو اور اس کے دین کی خدمت کرو۔ تم خدا کی مخلوق کے ساتھ خیر خواہی کا سلوک کرو۔ بنی نوع انسان سے ہمدردی کرو۔ ان کی خدمت کرو۔ ان کے حقوق ان کو دو۔ کہ یہ ایک بنیادی چیز ہے۔ اگر تم اپنی طرف سے اپنے دائرہ استعداد کے اندر انتہائی کوشش کرو گے تو کوئی طاقت تمہیں خدا تعالیٰ کے پیار سے محروم نہیں کر سکتی۔

پس ایک طرف بشارت بڑی عظیم ہے مگر دوسری طرف ذمہ داری بھی بڑی عظیم ہے۔ ہر فرد کی ذمہ داری ہے۔ وہ کسی دوسرے پر الزام نہیں دھر سکتا کہ فلاں کی وجہ سے اسے خدا کا پیار نہیں ملا۔ اگر اسے خدا کا پیار نہیں ملا تو اس کی کسی اپنی کوتاہی کی وجہ سے نہیں ملا کیونکہ خدا کے پیار اور اس کے پیار کے درمیان جیسا کہ میں نے کہا ہے کسی اور کی طاقت ہی نہیں ہے کہ وہ کھڑا ہو جائے۔ خدا پیار کرنا چاہے اور غیر اللہ میں سے کوئی ہستی اس پیار میں روک بن جائے۔ اس کائنات میں خدا نے انسان کو عبد بننے کے لئے پیدا کیا ہے۔ اگر وہ خدا کا عبد بن جائے تو وہ ساری

باقی صـ ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقامِ اشاعت: دارالنصر غربی۔ ربوہ

قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۲۴۔ ہجرت ۱۳۷۱ ہش — ۲۴۔ مئی ۱۹۹۲ء

اوامر و نواہی

ہم اکثر خدا تعالیٰ کے جلووں کا ذکر کرتے ہیں۔ کبھی رحم و کرم کے جلوے کبھی قہرمانی کے۔ کبھی دل میں محبت پیدا ہوتی ہے کبھی خوف۔ اگرچہ یہ خوف اور محبت دونوں ۔ اگر ہم گہرائی میں جا کر دیکھیں تو ۔ اس کے قریب لے جانے والی باتیں ہیں۔ لیکن جذبہ اپنی جگہ پر اور کسی بات پر عمل اپنی جگہ پر۔ اللہ تعالیٰ ہمارے دل کے جذبوں سے بھی خوش تو ہوتا ہے لیکن اصل بات جو اسے خوش کرتی ہے وہ ہمارا عمل ہے۔ وہ دیکھتا یہ ہے کہ ہم عمل کیا کرتے ہیں۔ اور عمل کے سلسلہ میں آغاز خدا تعالیٰ ہی کی طرف سے ہوتا ہے۔ کیونکہ ہمارے اعمال کو اسی کے احکام کے ساتھ وابستہ ہونا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اوامر و نواہی ہمارے سامنے ہوتے ہیں کبھی ہم اوام کو مان لیتے ہیں اور کبھی جز بز کرتے ہیں اور ان اوامر سے منہ پھیر لیتے ہیں۔ اسی طرح نواہی کے ساتھ ہوتا ہے۔ کبھی ہم باز آ جاتے ہیں اور کبھی ان نواہی کی زد میں آ کر غلط کام کر بیٹھتے ہیں۔ یہ ہیں وہ باتیں جن پر اللہ تعالیٰ کی نظر ہوتی ہے۔ یہ ہیں وہ باتیں جن کے پیش نظر وہ ہم سے سلوک کرتا ہے۔ اگر ہم اوامر و نواہی کے مطابق عمل کرتے ہیں تو یہ بات اللہ تعالیٰ کو خوش کرتی ہے اور حقیقت میں یہی اس کے جلووں کی داد و تحسین کا صحیح رنگ ہے۔ عمل کے بغیر ہم کسی بات کو اچھا کہیں تو اس کا وہ نتیجہ نہیں نکل سکتا جو نکلنا چاہیئے۔

ہمیں یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کے اوامر و نواہی سے نہ خدا تعالیٰ کا کچھ بنتا ہے نہ اس کا کچھ بگڑتا ہے۔ وہ تو جیسا بھی ہے ویسا ہی رہتا ہے۔ یہ اوامر و نواہی ہمارے ہی لئے ہیں۔ ہماری زندگی کو بہتر بنانے کا موثر ترین ذریعہ ہیں۔ اگر ہم نواہی سے پرہیز نہ کریں تو ہم اپنی زندگی ہی کو غلط راستے پر ڈال کر نقصان اٹھاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کسی طرح بھی متاثر نہیں ہوتی۔ پس اوامر و نواہی صرف بلا سوچے اوامر و نواہی نہیں۔ ان کے پیچھے بہت بڑا فلسفہ ہے اور وہ ہے ہماری زندگی کی کینوس۔ ہم اس کینوس پر نقشے بناتے ہیں۔ کچھ اچھے کچھ بُرے۔ اگر ہم یہ بات اچھی طرح سمجھ لیں تو ہم میں سے ہر شخص اوامر و نواہی کے مطابق زندگی بسر کرے اور اپنی زندگی کو کامیاب بنانے کے لئے اور کسی طرف نہ دیکھے۔

یہ اوامر و نواہی ہی اللہ تعالیٰ کی ذات کے جلوے ہیں۔

خونِ دل سے چراغ جلتا ہے
چشمۂ آگہی اُبلتا ہے
میری چپ ہے کلام ہی کا بدل
دیکھ، مفہوم کیا نکلتا ہے

ابوالاقبال

تصوّر میں کوئی صُورت تخیل میں سلام آیا
مَیں ساری زندگی تھا منتظر جس کا پیام آیا

نہیں ہے مجھ کو اِذن آگے جہاں سے اور جانے کا
رفیقِ راہِ منزل کو خبر دو وہ مقام آیا

ہمارے اس سفر کی مختصر رُوداد ہے اتنی
بجُز فضلِ خدا کوئی بھی دنیا میں نہ کام آیا

تمہارے پیار کی نظروں نے خوش ہو کر جسے دیکھا
اُسے جنّ و بشر تو کیا فرشتوں کا سلام آیا

تمہارے چہرۂ زیبا کی روشن یاد کام آئی
جہاں بھی زندگانی میں کوئی مشکل مقام آیا

کوئی صُورت پسند آئی نہ کوئی ذکر راس آیا
ترا چہرہ نظر میں، لب پہ جب سے تیرا نام آیا

جبیں تڑپی کیا سجدہ نگاہوں نے بصد اُلفت
ترا نقشِ کفِ پا راہِ منزل میں بھی کام آیا

خطا کاروں، گنہ گاروں میں تھا تو پُر تعجّب ہے
وفاداروں کے زمرے میں بھی تیرا فیضؔ نام آیا

فیضؔ چنگوی

جن والدین نے اپنے بچے تحریک وقفِ نَو میں پیش کئے ہیں ان کو مخاطب کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا:۔

"خدا کے حضور بچے کو پیش کرنا ایک بہت ہی اہم واقعہ ہے۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے اور آپ یاد رکھیں کہ وہ لوگ جو خلوص اور پیار کے ساتھ قربانیاں دیا کرتے ہیں وہ اپنے پیار کی نسبت سے ان قربانیوں کو سجا کر پیش کیا کرتے ہیں۔ قربانیاں اور تحفے دراصل ایک ہی ذیل میں آتے ہیں۔ آپ بازار سے شاپنگ کرتے ہیں۔ عام چیز جو گھر کے لئے لیتے ہیں اسے باقاعدہ خوبصورت کاغذوں میں لپیٹ کر اس کے گرد لپٹے جانے والے فیتوں سے سجا کر آپ کو پیش نہیں کیا جاتا۔ لیکن جب آپ یہ کہتے ہیں کہ یہ ہم نے تحفہ لینا ہے تو پھر دوکاندار بڑے اہتمام سے اس کو سجا کر پیش کرتا ہے۔ پس قربانیاں تحفوں کا رنگ رکھتی ہیں اور ان کے ساتھ سجاوٹ ضروری ہے۔ آپ نے دیکھا ہوگا بعض لوگ تو مینڈھوں اور بکروں کو بھی خوب سجاتے ہیں اور بعض تو ان کو زیور پہنا کر پھر قربان گاہوں کی طرف لے کر جاتے ہیں۔ پھولوں کے ہار پہناتے ہیں اور کئی قسم کی سجاوٹیں کرتے ہیں۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۰ فروری ۱۹۸۹ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب (امام جماعت احمدیہ الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

یہ تحریر ۱۹۶۳ء میں سپردِ قلم کی گئی

حضرت سیّدہ اُمِّ طاہر صاحبہ

(اللہ تعالیٰ آپ سے ہمیشہ راضی رہے)

آخری بیماری

آخری بیماری کا تعین دراصل ایک مشکل کام ہے کیونکہ جہاں تک مجھے علم ہے یہ بیماری ایک ایسی آب دوز کشتی کی طرح تھی جو اپنے سفر میں کہیں زیرِ آب چلی جاتی ہے تو کہیں بالائے آب ابھر آتی ہے۔ یہی وہ بیماری تھی جو وفات سے دو سال قبل ڈلہوزی میں ظاہر ہوئی تھی اور جس کی طرف ایک مجمل سا اشارہ میں ابتدائے مضمون میں کر چکا ہوں۔ جن دنوں آپ سحری کے وقت ظہورِ فجر سے گھنٹوں پہلے حضور ایدہ اللہ ( ) کے عملہ کے لئے (جو کافی وسیع عملہ تھا) اپنے ہاتھ سے پراٹھے پکایا کرتی تھیں ان دنوں بھی آپ دبی زبان میں اس بیماری کی شکایت کیا کرتی تھیں۔ اس ڈر سے کھل کر بات نہیں کر سکتی تھیں کہ کہیں ڈاکٹر بستر پر نہ لٹا دیں۔ اور اس ثواب سے محروم رہ جائیں۔ کچھ یہ خوف بھی دامنگیر تھا۔ کہ اس موقع پر اس بیماری کا ذکر کہیں ریاکاری پر محمول نہ کیا جائے۔ اگرچہ آپ (سوائے اس کے کہ اللہ چاہے) مجھ سے جذباتی لحاظ سے کھل کر بات کرنے کی عادی نہ تھیں۔ بلکہ ہمیشہ ایک حجاب حائل رہا۔ مگر اس موقع پر رمضان المبارک کے ایام ہی میں مجھ سے کہا کہ خدا کرے مجھے اس کام کو نبھانے کی توفیق مل جائے۔ ورنہ تم لوگوں کو نہیں علم کہ میں کتنی بیمار ہوں۔ پھر میں تو غالباً سکول کھلنے کی وجہ سے قادیان چلا آیا۔ اور جیسا کہ امی کو ڈر تھا رمضان کے معاً بعد بیماری نے شدت سے حملہ کیا اور خطوط کے ذریعہ مجھے معلوم ہوا کہ جو کچھ کہتی تھیں سچ کہتی تھیں۔ ایک خط میں خود اس بیماری کا ذکر کرتے ہوئے ایک اداس سا شکوہ اس امر کا کیا کہ میرے ضبط کی وجہ سے لوگوں کو میری بیماری کا پورا احساس نہیں ہوتا اور یہ احساس ایک ایسے حساس دل کے لئے کچھ کم اذیت ناک نہیں ہوتا ہوگا۔ جس کی زندگی کا ایک قابل ذکر حصہ دوسرے بیماروں کی تیمارداری کے لئے وقف رہا۔ جب یہ بیماری تقریباً ڈیڑھ سال کے بعد مرض الموت کی صورت میں ظاہر ہوئی تو یہ احساس ایک نئی اذیت لے کر بیدار ہوا اور ایک رات جب ابھی قادیان ہی میں تھیں، بہتے ہوئے آنسوؤں میں یہ بیان کیا کہ سوائے حضرت ماموں جان (یعنی حضرت میر محمد اسماعیل صاحب) کے باقی ڈاکٹروں سے میں ناراض ہوں کہ جب بھی میں بیمار ہوئی حضرت صاحب کو یہ کہہ کر غافل کر دیا کہ بیماری کچھ ایسی نہیں۔ بہانہ زیادہ ہے۔ پھر ماموں جان کا بہت ہی احترام اور جذباتِ تشکر کے ساتھ ذکر کیا کہ وہ ہمیشہ یہ کہتے رہے کہ یہ جو کچھ کہتی ہے سچ کہتی ہے۔ پھر بتایا کہ حضرت ماموں جان کی رائے میں اس بیماری کی طرف کئی سال پہلے توجہ دی جانی چاہیئے تھی۔ اس کے بعد اپنے جنازہ کے بارے میں ایک وصیت کی جس کا ذکر کسی وجہ سے مناسب نہیں۔ یہ بیماری کے ابتدائی ایام کا واقعہ ہے۔ ابھی تک علاج کی غرض سے لاہور نہیں لے جائی گئی تھیں۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ اسی وقت سے یہ یقین دل میں بیٹھ چکا تھا کہ یہ بیماری آخری بیماری ہے اور کئی مرتبہ یہ نصیحت فرمائی کہ ہمیشہ میرے لئے یہ دعا کرتے رہنا کہ میں بے حساب بخشی جاؤں۔ اور یہ اتنی مرتبہ کہا کہ میرے لئے کسی دعا میں اس کو بھلا دینے کا سوال ہی نہیں رہنے دیا۔

کئی دفعہ حسرت سے یہ کہا کہ تمہاری پیدائش سے بھی پہلے سے میری دو خواہشات تھیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے ایک ایسا لڑکا دے جو حافظ قرآن بھی ہو اور ڈاکٹر بھی۔ مگر افسوس کہ تم یہ خواہشات پوری کرتے نظر نہیں آتے۔ اور میں یہ حسرت لئے جا رہی ہوں۔

میرا دسویں کا امتحان قریب تھا۔ اور پہلا سرمایہ کچھ تھا نہیں کہ اس پر بھروسہ کر کے آخری چند ماہ میں پڑھائی چھوڑ بیٹھتا۔ پڑھائی کی طرف ایک ایسے لڑکے کے ذہن کا میلان جس کا اکثر وقت وہ کتابیں پڑھتے گذر گیا ہو۔ جن کا سکول کے نصاب سے دُور کا بھی تعلق نہ ہو ویسے بھی مشکل ہے۔ لیکن جب دل ذہن کا ساتھ نہ دے اور لپک لپک کر ایک کراہتی ہوئی بیمار ماں کے کمرہ کی طرف دوڑے تو پھر نفسِ خواہ انگلستان کی تاریخ پر ہو یا ہندوستان کے جغرافیہ پر جہاں تک حصول علم کا تعلق ہے، ہنوز روزِ اوّل کا سا معاملہ رہتا ہے۔ جیسے ایک متحرک کیمرہ میں اندھی فلم چل رہی ہو۔

بسا اوقات رات کو پاؤں دبانے کے لئے جاتا تو کچھ دیر کے بعد شاید اس خیال سے کہ پڑھائی میں حرج نہ ہو آنکھیں بند کر دیتیں۔ یا شاید میری تکلیف کا خیال ہی ضبط پر مجبور کر دیتا تھا۔ پس باصرار مجھے واپس اپنے کمرہ میں بھجوا دیا کرتی تھیں۔ مگر اپنے کمرہ میں جاتے ہی مجھے ہزار اندیشے گھیر لیتے تھے۔ چنانچہ بعض اوقات میں دبے پاؤں واپس جا کر دروازے سے کان لگا کر سنتا تو وہی کراہنے کی دردناک آوازیں آتیں۔ جن کا چند منٹ پہلے ضبط کی قوتوں نے گلا گھونٹ رکھا تھا۔ وہ دن ایک ایسی نیم خوابیدہ حالت میں گذرے کہ مجھے قطعاً یاد نہیں کہ باقی بہنیں اور بھائی کہاں ہوتے تھے اور کیا کرتے تھے۔ سوائے امی کی بیماری کی یاد کے ذہن کی فضا پر ہر سمت گھٹا ٹوپ اندھیرا ہے۔ آخر ایک دن علاج کی غرض سے امی کو لاہور لے جایا گیا۔ اور حضرت اباجان نے دین و دنیا کے سارے جتن کر ڈالے۔ کوئی راہ نہ چھوڑی جس پہ دوڑ کر اس ہاتھ سے جاتے ہوئے مریض کو لوٹایا جا سکتا تھا۔ لاہور کے ایام میں ہر جمعہ کے روز میں عیادت کی خاطر لاہور جایا کرتا تھا۔ طبیعت پہلے کی نسبت کچھ سنبھل گئی تھی اور کبھی کبھی آپ پُرامید بھی ہو جایا کرتی تھیں۔ حضور ایدہ اللہ ( ) کے فکر اور بے چینی کو دیکھ کر تکلیف بھی بہت تھی۔ خصوصاً اس خیال سے بے حد فکر مند ہو جاتی تھیں کہ باوجود مالی تنگی کے حضور ان کی بیماری پر اس طرح بے دریغ خرچ کر رہے ہیں اور حضور کی اس قربانی پر دل دکھتا تھا۔ لیکن اس تکلیف کے پس پردہ دل ایک موہوم سی لذت، ایک سکون کا سایہ بھی دیکھا کرتا تھا۔ جو اس وہم کے ہمیشہ کے لئے مٹ جانے کی وجہ سے تھا۔ کہ حضرت صاحب کو آپ کا کما حقہٗ فکر نہیں ہے۔ حضرت صاحب نے اس بیماری میں آپ کا جس رنگ میں خیال رکھا وہ ایسا نہیں تھا کہ اس کے بعد دنیا کی کوئی حد سے بڑھی ہوئی ناشکری بھی کسی قسم کا شکوہ باقی رکھتی۔ اور امی تو ہرگز ناشکری نہیں تھیں۔ حضور کے فکر اور حضور کے ایثار اور حضور کی دعاؤں، صدقات اور سعیٔ پیہم کو دیکھ کر مجسم جذبہ تشکر بن گئی تھیں اور ہر دوسرے فکر سے بیگانہ ہو گئی تھیں۔

نرسوں کے ساتھ آپ بہت ہی شفقت سے پیش آتی تھیں اور اکثر تحفے تحائف دیتی رہتی تھیں۔ اور نرسیں بھی اس مشفق مریضہ کے ساتھ گہرا ذاتی تعلق محسوس کرنے لگی تھیں۔ ایک نرس تو آپ کے اخلاق سے اس قدر متاثر تھی کہ ایک مرتبہ اپنی ایک سہیلی کو ایک دوسرے ہسپتال سے محض آپ کو دکھانے کے لئے لے کر آئی کہ ایسی خوش مزاج اور خوش خلق مریضہ ہے۔ کہ دیکھنے کے لائق ہے۔ اس وقت اتفاق سے میں بھی وہاں موجود تھا۔

بیماری کے آخری ایام میں حضرت صاحب کی تکلیف کے احساس کے علاوہ آپ کو یہ احساس بھی بہت بڑھ گیا تھا کہ احباب جماعت غیر معمولی خلوص کے ساتھ ایک لمبے عرصہ سے پُر درد دعاؤں اور صدقات میں لگے ہوئے ہیں اور میں اس احسان کا بدلہ نہیں اتار سکتی۔ احسان مندی کا جذبہ بہت تھا۔ اور اسی نسبت سے دل پر احسانات کا بوجھ لیتی تھیں۔ ہمیشہ موقعہ کی تلاش میں رہتی تھیں کہ کسی طرح احسان کا کچھ بدلہ اتار سکیں۔ لیکن بظاہر بدلہ اتارنے کے باوجود دل اسی طرح احسان مند ہی رہتا تھا۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ سچے احسان کا بدلہ کوئی بعد کا احسان اتار نہیں سکتا۔

آپریشن کے بعد ایک وقتی سنبھالے کے سوا طبیعت گرتی ہی چلی گئی۔ کرنل ہیز نے آپریشن کیا تھا اور اس کی رائے بھی وہی تھی۔ جو حضرت ڈاکٹر میر صاحب کی تھی کہ یہ آپریشن کئی سال پہلے ہونا چاہیئے تھا۔ متاثر اعضاء ناقابل علاج حد تک بیماری کے قبضہ میں آچکے تھے بلکہ آپریشن کے بعد بھی کسی خاص فائدہ کی توقع نہیں تھی۔ چنانچہ گو خدا تعالیٰ کے پاک بندوں کی گریہ وزاری اور صدقات کی بہتی ہوئی نہریں کچھ مدت تک زندگی کی آبیاری کرتی رہیں۔ ایسی بے قرار دعائیں۔ اتنا لمبا عرصہ۔ اتنے وسیع پیمانے پر۔ کم ہی وجودوں کو نصیب ہوتی ہوں گی۔ لیکن جیسا کہ حضرت ماموں جان میر محمد اسماعیل صاحب کی زبان پر دعا کے وقت ( ) یہ الفاظ جاری ہوئے تھے کہ

"سرخ پوشے کہ بلب بام نظر می آید
نہ بزاری نہ بزوری نہ بزری آید"

آخر خدا تعالیٰ کی تقدیر مبرم مالک حقیقی کا آخری بلاوا لے کر آن پہنچی اور ۵۔ مارچ ۱۹۴۴ء کو ( ) کہتے ہوئے آپ نے اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔ میں اس وقت قادیان میں تھا۔ میں نہیں جانتا کہ آخری وقت میں میرا نام بھی ان کے ذہن میں آیا تھا یا نہیں۔ لیکن یہ توقع ضرور رکھتا ہوں کہ اپنے آخری سانسوں میں انہیں یاد ضرور رکھوں گا۔

وفات کی خبر سن کر میرے جذبات ظفر کے اس شعر کی تصویر بن گئے کہ ؎

میں نے چاہا تھا اس کو کہ روک رکھوں
میری جان بھی جائے تو جانے نہ دوں
کئے لاکھ فریب کروڑ فسوں
نہ رہا نہ رہا نہ رہا نہ رہا!

لیکن اس شدید صدمہ کے باوجود اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے صبر کی توفیق بخشی اور منہ سے کوئی ناشکری کا کلمہ ایسا نہیں نکلا جو بعد میں اپنے خالق و مالک کے حضور شرمندگی کا موجب بنتا اور وہ لطیف و خبیر جس کی دلوں کے پاتال تک نظر ہے بخوبی جانتا ہے۔ میں بھی کامل طور پر

باقی صـ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نسیم سیفی

کاغذی ہے پیرہن

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ قادیان میں بیوت الذکر میں یہ اعلان ہوا کہ دوست دعا کریں کہ مکرم محترم چوہدری ظفراللہ خان صاحب کو اللہ تعالیٰ اولاد عطا فرمائے اس وقت میرے ایک خالو بستر مرگ پر تھے اور خالہ اپنی چھوٹی سی بچی کو لے کر لیٹی ہوئی تھیں۔ میں نے خالہ کے منہ سے یہ بات کئی دفعہ سنی کہ اے خدا تو نے مجھے جو یہ بچی دی ہے تو یہ محترم چوہدری صاحب ہی کو دے دیتا۔ یہ نہ صرف ایک خواہش کا اظہار تھا بلکہ محترم چوہدری صاحب کی شخصیت سے عقیدت کا بھی۔ اس کے کچھ دیر بعد محترم چوہدری صاحب کو اللہ تعالیٰ نے ایک بچی عطا فرمائی جو بعد میں مکرم چوہدری حمید نصراللہ خاں صاحب (اب امیر جماعت احمدیہ لاہور) کے عقد میں آئیں۔

یہ میرا شروع شروع میں چوہدری صاحب سے غائبانہ تعارف تھا اس کے بعد میں اپنی جیسی تیسی بھی تعلیم تھی مکمل کرکے فیروز پور کے قلعہ میں ملازم ہوگیا۔ اگرچہ گریجوایٹ تھا لیکن چونکہ میرے ایک تایازاد بھائی مکرم فضل محمد صاحب وہاں ملازم تھے۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ بیکار وقت گذارنے کی بجائے تم قلعے میں ملازم ہو جاؤ۔ چنانچہ وہاں ایک روپیہ دو آنے یومیہ پر یہ خاکسار ملازم ہوگیا۔ وہاں ایک انگریز کیپٹن تھے جو جب بھی مجھے دیکھتے مجھ سے کہتے کہ تم کمیاٹنٹ کلرک بن جاؤ بیرون ملک تمہیں بھیجا جائے گا اور آغاز میں ہی تمہیں کیپٹن کا عہدہ دیا جائے گا۔ خدا کا شکر ہے کہ اس وقت میرے دل میں یہ بات گڑی ہوئی تھی کہ اپنے ملک میں روکھی سوکھی کھالینی ہے لیکن ملک سے باہر نہیں جانا۔ اگر میں اس وقت باہر چلا گیا ہوتا تو شائد مجھے وقف زندگی کی توفیق نہ ملتی حالانکہ اب میں اسے اللہ تعالیٰ کا اپنے اوپر سب سے بڑا احسان سمجھتا ہوں کہ اس نے مجھے وقف زندگی کی توفیق دی اور پھر جیسا بھی ہو سکا میں نے اس سلسلے میں کام کیا اور اب بھی کر رہا ہوں۔ لیکن اس قلعہ میں دو تین مہینے گذارنے کے بعد مجھے پتہ چلا کہ میرے والد صاحب نے محترم محمد ظفراللہ خان صاحب کو خط لکھا ہے کہ میرے بیٹے کو کہیں نوکری دلوا دیں دلی سے مجھے خط آیا کہ آپ آجائیں میں نے جاکر ٹائپ رائٹنگ اور شارٹ ہینڈ کا ٹسٹ دیا اور شارٹ ہینڈ کی تو میں نے اس سے دو سال قبل تعلیم حاصل کی تھی۔ پریکٹس نہیں تھی اس لئے کامیاب نہ ہو سکا۔ مجھے خیال آیا کہ میں مکرم چوہدری صاحب سے گذارش کروں کہ متعلقہ افسر سے فرمائیں کہ ایک دفعہ پھر میرا ٹسٹ لے لیں اور میں نے یہ گذارش کر بھی دی لیکن مکرم چوہدری صاحب نے یہ بات مناسب نہ سمجھی اور میں واپس فیروز پور آگیا لیکن اس کے بعد پھر مجھے دہلی میں ایک اور ملازمت مل گئی اور میں وہاں چلا گیا۔ لوگ۔ خاص طور پر اعتراض کرنے والے لوگ۔ اعتراض کیا کرتے تھے کہ چودھری صاحب لوگوں کو بڑی ملازمتیں دلواتے ہیں جب میں خود دہلی پہنچا تو مجھے کئی احمدی دوستوں نے بتایا کہ چوہدری صاحب تو اس سلسلے میں بڑے محتاط ہیں وہ کہا کرتے تھے کہ ہمارے ساتھ مقابلہ کرکے دیکھ لیں اگر ہم نے کوشش کرکے دس آدمیوں کو رکھوایا ہے تو اس کے مقابلے میں چوہدری صاحب نے ایک آدمی ہی رکھوایا ہوگا۔ یا شائد ایک آدمی بھی نہ رکھوایا ہو۔ یعنی دس کے مقابلے میں۔ بہرحال اسطرح چوہدری صاحب سے تعارف بڑھنا شروع ہوا۔

دہلی میں قیام کے دوران ہمارے دفاتر والوں کی جمعہ کی نماز محترم چوہدری صاحب ہی کی کوٹھی پر ہوا کرتی تھی۔ بعض اوقات خطبہ ذرا لمبا بھی ہو جاتا ایسے ہی ایک دفعہ جب کسی قدر تاخیر سے دفتر واپس پہنچا تو سپرنٹنڈنٹ جو ہندو تھے۔ وہ نہایت ملائم طبیعت کے اور متحمل مزاج تھے۔ کہنے لگے سیفی صاحب! اس طرح تو کام نہیں چلے گا۔ میں نے گذارش کی کہ میں محترم چوہدری صاحب کی کوٹھی پر جمعہ کی نماز ادا کرنے کے لئے جاتا ہوں اور جب تک جمعہ ختم نہ ہو جائے میں واپس نہیں آسکتا۔ لیکن میں نے اسی وقت اپنی دراز میں سے ایک چھوٹا سا کاغذ نکالا جس پر حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ایک ارشاد درج تھا کہ مزدور کو جتنی اجرت ملتی ہے وہ اس سے بھی زیادہ کام کرنے کی کوشش کرے۔ میں نے وہ کاغذ کا ٹکڑا سپرنٹنڈنٹ صاحب کے سامنے رکھ دیا اور ان سے کہا کہ جہاں تک میرے کام کا تعلق ہے یہ میرا موٹو ہے۔ البتہ جمعہ کے سلسلہ میں میں یہاں رہوں یا نہ رہوں جمعہ تو میں پڑھ کر ہی آسکتا ہوں اور ایک بات میں نے ان سے اور کہی اور وہ یہ کہ میں بی۔اے کرکے ایک روپیہ دو آنے دیہاڑی پر ملازم ہوا تھا۔ اس وقت مجھے مہینے کے ۲۶، روپے یا شائد کبھی اس سے بھی کم ملتے تھے۔ یہ جگہ میں نے چھوڑی اور یہاں آگیا۔ یہاں مجھے اس سے زیادہ ملتے ہیں اور اگر یہ جگہ میں نے چھوڑی تو مجھے اللہ تعالیٰ کے فضل پر بھروسہ ہے کہ میں اس سے زیادہ لوں گا۔ کم نہیں لوں گا۔ میری اس بات نے ان سپرنٹنڈنٹ صاحب پر اتنا اچھا اثر کیا کہ اس کے بعد جب بھی کوئی بات ہوتی (ان کی طبیعت کسی قدر فلسفیانہ تھی) تو وہ اکثر کہتے کہ اس معاملے کے بارے میں پہلے سیفی صاحب کے خیالات معلوم کرلیں۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ میرے جمعہ کے متعلق جواب دینے پر وہ نہ صرف خوش ہوئے بلکہ مجھ سے متاثر بھی ہوئے۔

محترم چوہدری صاحب کی باتیں ہمیشہ یاد رہتی ہیں۔ ایک اور بات کا تو میں پہلے تذکرہ کر چکا ہوں کہ جب ہم ہندوستان سے باہر جانے لگے تھے تو محترم چوہدری صاحب نے ایک مختصر سی تقریر میں ہم چار پانچ واقفین کو نہایت بنیادی اور ضروری نصائح فرمائی تھیں۔ بہرحال ان کے اعادے کی تو یہاں ضرورت نہیں لیکن کہنا یہ ہے کہ اس وقت جو تصویر سامنے ہے۔ اس میں محترم چوہدری صاحب موجود ہیں اور اس لباس میں موجود ہیں جس میں اس موقعہ کے علاوہ دنیا بھر میں کسی شخص نے آپ کو نہیں دیکھا ہوگا۔ کرتہ اور شلوار کے علاوہ سیرالیون کا لباس جسے گارا کہتے ہیں۔ آپ نے پہنا ہوا ہے۔ یہ سویٹر کی قسم کا نصف آستین والا لباس ہے۔ جس کا گلا اور پٹی خوبصورت دھاگوں سے کاڑھی ہوتی ہے۔ سیرالیون کی دو چار تصاویر کے علاوہ کسی شخص نے آپ کو اس لباس میں کبھی نہیں دیکھا ہوگا۔ اس سے مجھے بڑی خوشی ہوئی کیونکہ آپ کی وہ تصاویر بھی دیکھی ہیں جس میں ایک لارڈ کی طرح آپ نے لباس پہنا ہوا ہے۔ بڑی شان کے ساتھ بیٹھے ہیں۔ عام تصاویر بھی دیکھی ہیں جن میں آپ نہایت متدین شخص کی حیثیت میں نظر آتے ہیں۔

یہ لباس (گارا) سیرالیونیوں نے اپنی خوشی کے لئے انہیں پہنایا تھا اور میں سمجھتا ہوں کہ ہر وہ شخص جو اس لباس میں چوہدری صاحب کو دیکھے گا۔ آپ کی سادگی پر عش عش کر اٹھے گا۔ اور اس لباس نے جو آپ کو انفرادیت عطا کی ہے اس سے بھی یقیناً محظوظ ہوگا۔

تصویر میں محترم پیراماؤنٹ چیف ناصر کے گامانگا بھی ہیں۔ ان کے متعلق پہلے بہت کچھ کہا جا چکا ہے۔ دو کینیڈین استاد ہیں۔ پیس کور کے۔ ہمارے کئی سکولوں میں دوسری تنظیموں کے سکولوں کی طرح کینیڈین استاد بھی موجود تھے اور میں یہ دیکھ کر حیران تھا کہ یہ کینیڈین واقف زندگی ہی کی طرح نہایت لگن اور محنت کے ساتھ کام کرتے ہیں اور ان کی زندگی اتنی سادہ ہے کہ عام طور پر یہ تصور بھی نہیں کیا جاسکتا کہ کینیڈا سے ایک کینیڈین جو اچھا خاصا پڑھا لکھا ہو وہ اتنی سادگی کے ساتھ زندگی گذار سکتا ہے۔ لیکن ان لوگوں نے تو اپنے آپ کو وقف ہی اس لئے کیا تھا کہ ان علاقوں میں نہ صرف تعلیم دیں بلکہ اپنی سادگی سے انہیں بھی اس بات کا سبق دیں کہ سادہ زندگی ہی زیادہ بہتر زندگی ہے۔ ان کے علاوہ مولوی مجید احمد صاحب سیالکوٹی ہیں۔ ان کا ذکر بھی پہلے ہو چکا ہے۔ ایک اور استاد سرفراز صاحب ہیں۔ یہ آج کل فیصل آباد میں فرنیچر مہیا کرنے کا کام کرتے ہیں۔ ایک اور استاد بشیر خالد بھی ساتھ ہیں۔ یہ ربوہ کے تعلیم الاسلام ہائی سکول کے سیکنڈ ماسٹر عبدالرحمن صاحب کے صاحبزادے ہیں۔ جب سیرالیون جا رہے تھے تو میں انہیں حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کے پاس لے گیا یہ آپ کے شاگرد بھی رہے تھے اور حضور ان کے والد صاحب کو بھی اچھی طرح جانتے تھے۔ بلکہ قریبی تعلقات تھے۔ حضور نے ان کی گال تھپتھپائی اور مسکرا کر فرمانے لگے دیکھو وہاں جاکر شرارتیں نہیں کرنی۔ ان کی طبیعت میں شائد کسی حد تک چنچل پن تھا شوخی تھی۔ حضور نے مسکرا کر جب یہ بات فرمائی تو میں سمجھ گیا کہ حضور کو اس بات کا تو یقین ہے کہ یہ نوجوان نہایت مستعدی سے کام کرنے والا ہے لیکن ایسا نہ ہو کہ اپنے چنچل پن اور کسی قدر شوخی سے وہاں جاکر اچھا اثر نہ

باقی صفحہ ۵ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فارسی منظوم کلام

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ پر سلامتی نازل فرماتا رہے فرماتے ہیں۔

نفسِ خود را بستۂ دنیا مدار اے ہوشمند
ورنہ تلخی ہا بہ بینی وقتِ انفاسِ پسیں

یعنی اے عقلمند اپنے نفس کو دین کا قیدی مت بنا ورنہ مرنے کے وقت بہت سختیاں برداشت کرے گا۔

اور:۔

دل مدہ اِلّا بدلدارے کہ حُسنش دائم ست
تا سرورِ دائمی یابی ز خیرُ المحسنین

اس محبوب کے سوا جس کا حسن لازوال ہے اور کسی کو دل نہ دے تاکہ تو دائمی خوشی خدائے محسن کی طرف سے حاصل کرے۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ پہلے شعر میں نصیحت فرماتے ہیں کہ اے عقلمند اس دنیا کے مال و منال پر ہی گر کر نہ رہ جا اپنی ساری خواہشات کو دنیاوی لذات کے حصول کے لئے پابند نہ بنا دے اگر تو نے ایسا کیا تو یاد رکھ کہ جب اس دنیا سے گذر جانے کا تیرا وقت آئے گا تو تجھے بہت تلخیاں برداشت کرنا پڑیں گی اور وہ اس لئے کہ تیرا دل اس دنیا کی خواہشات میں اس قدر ملوث ہو چکا ہوگا کہ تجھے ہر لمحہ یہ خیال آئے گا کہ مجھے یہ بھی نہ مل سکا اور وہ بھی نہ مل سکا اور یہ بات تیرے لئے حسرت کا باعث بن جائے گی اور یہ حسرت اس وقت اور بھی زیادہ تکلیف دہ ثابت ہوگی۔ جب تو اس دنیا سے رخصت ہو رہا ہوگا اور مزید کوئی دنیاوی لذت حاصل کرنے کے قابل نہیں رہے گا۔

دوسرے شعر میں آپ فرماتے ہیں کہ تجھے چاہیئے کہ اپنا دل صرف اس حسین کو دے جس کا حسن ہمیشہ رہنے والا ہے تاکہ تجھے کبھی یہ حسرت نہ ہو کہ پہلے تو میرا دوست میرا محبوب حسین تھا اور اب اس کا حسن آہستہ آہستہ ختم ہو رہا ہے ہر وہ حسین جس کا حُسن ختم ہونے والا ہے اس کے ساتھ دل لگانے سے یقیناً انسان کو یہ حسرت رہتی ہے کہ کاش اس کا پہلا حسن قائم رہتا۔

حضور فرماتے ہیں کہ اگر تو ایسے حسن کے ساتھ دل لگائے گا (خدا تعالیٰ کے ساتھ) جس کا حسن دائمی ہے جو کبھی کم نہیں ہوتا۔ وہ ہمیشہ ایک جیسا چمکتا رہتا ہے تو تو اس خیر المحسنین خدائے محسن سے ہمیشہ خوشیاں محسوس کرتا رہے گا کیونکہ تیرا دل ہمیشہ اس بات سے مسرور ہوگا کہ تیرے محبوب کا حسن قائم و دائم ہے۔

بقیہ: صہ ۴ سے آگے

پیدا کرے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ بشیر خالد صاحب نے جہاں بھی کام کیا نہایت محنت کے ساتھ کیا اور بہت اچھا اثر چھوڑا کہا جا سکتا ہے کہ انہوں نے اپنے چنچل پن کو مزاح میں بدل لیا اور ان کا مزاح ہمیشہ نہایت لطیف ہوتا تھا۔ کچھ عرصہ سیرالیون رہے یہاں سے کسی اور ملک چلے گئے اور آج کل غالباً ۔ غالباً اس لئے کہ میں ٹھیک نہیں کہہ سکا یہ امریکہ میں ہیں۔ ہو سکتا ہے کسی اور جگہ ہوں لیکن بہرحال انہیں دیکھ کر نہ صرف ان کی پرانی یادیں سامنے آگئیں بلکہ حضرت صاحب

کا ان کی گال تھپتھپا کر بات کرنا دل میں ایک گدگدی پیدا کرتا ہے۔ پیار اور کتنا پیار اور نصیحت اور کیسی اچھی نصیحت اور کتنے اچھے رنگ میں۔ یہ سب باتیں ایک ایسا تاثر پیدا کرتی ہیں کہ جس کا بیان ممکن نہیں۔

ایک اور استاد ہیں۔ صادق محمد صاحب ان کا ذکر احمدیہ سیکنڈری سکول بو کے ایک فٹ بال میچ کے سلسلے میں پہلے ہو چکا ہے۔ لیکن شائد اس تفصیل کا ذکر نہیں ہوا کہ صادق محمد صاحب کے والد صاحب محترم مولوی صالح محمد صاحب ایک لمبے عرصے تک غانا میں ٹریڈ مشنری رہ چکے ہیں۔ جب آپ وہاں تھے تو مجھے غانا جانے کا موقعہ ملا۔ میں اس وقت مغربی افریقہ کے احمدی مشنوں کا انچارج تھا۔ یہ میرے ماموں رہیں۔ ماموں جان شہر میں گھومتے ہوئے جب کسی دوست سے ملتے تو اسے سلام کرتے۔ میرا تعارف کرواتے۔ تعارف یوں کرواتے کہ یہ میری بہن کا بیٹا ہے۔ اور مغربی افریقہ کا انچارج ہے۔ انہوں نے یہ بات کہی تو نہیں لیکن میں نے اس بات سے یہ اندازہ کیا کہ رشتوں کا اس طرح بیان کرنا محبت میں اضافہ کرتا ہے۔ چنانچہ سیرالیون میں کام کے دوران جب کبھی میں نے اپنے کسی ایسے رشتہ دار کا تعارف کروایا جو وہاں سکولوں میں متعین تھا یا دعوت الی اللہ کے میدان میں تھا تو میں ہمیشہ رشتے کو اسی طرح بیان کرتا تھا کہ یہ میری والدہ کے بھائی کا بیٹا ہے۔ یا یہ میرے فلاں پھوپھی زاد بھائی کا داماد ہے یا ان کا بیٹا ہے میں ہر دفعہ یہ محسوس کرتا تھا کہ رشتوں کو جتنا لمبا کر کے بیان کیا جائے۔ جتنے رشتہ داروں کو اس میں لایا جا سکے اتنا ہی زیادہ لطف آتا ہے اور اتنی ہی زیادہ محبت بڑھتی ہے۔ مکرم مولوی صالح محمد صاحب نے جامعہ احمدیہ قادیان سے مولوی فاضل پاس کیا اور اس کے بعد کچھ عرصہ اپنا کاروبار کرتے رہے اور پھر واقف زندگی کی حیثیت میں ٹریڈر مشنری کی حیثیت سے کام کیا یہ بھی صادق محمد صاحب کو ایک کریڈٹ ہے لیکن اس سے بڑا کریڈٹ یہ ہے کہ ان کے دادا مکرم میاں فضل محمد صاحب (ہرسیاں والے) وہ شخص ہیں جنہوں نے حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمت میں گذارش کی کہ خواب میں دیکھا ہے کہ میری عمر ۹۵ سال ہوگی۔ اس وقت وہ ۵۵ کے قریب تھے۔ حضور نے فرمایا اللہ تعالیٰ عمر دگنی بھی تو کر سکتا ہے۔ چنانچہ جب آپ فوت ہوئے تو اس وقت آپ کی عمر ۱۹۰ سال تھی۔ اور حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے نے اپنے خطبہ میں یہ واقعہ بیان فرمایا۔ میں سمجھتا ہوں کہ صادق صاحب کے لئے بلکہ ان کی ساری فیملی کے لئے (جس میں میں خود شامل ہوں) یہ بات تاریخی ہے ایسی تاریخی بات جس پر ہم میں سے ہر فرد جتنا بھی فخر کرے کم ہے۔ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی کہی ہوئی بات کا اس طرح پورا ہو جانا ہم سب کے لئے باعث فخر ہے۔

صادق محمد صاحب نے ایک لمبا عرصہ سیرالیون کے سکولوں میں کام کیا۔ درحقیقت انہوں نے بی۔ اے کرنے کے بعد زندگی وقف کی تھی پھر انہیں خیال آیا کہ اگر میں ایم۔ اے بھی کر لوں تو کیا حرج ہے۔ آپ نے دفتر سے اجازت لے کر ایم۔ اے میں داخلہ لے لیا اور ایم۔ اے کر لیا۔ لیکن جب ایم۔ اے کیا تو دفتر کو فوری طور پر ان کی ضرورت نہیں تھی۔ اس لئے انہوں نے کہیں اور ملازمت اختیار کر لی۔ بعد میں انہیں سیرالیون جانے کا موقعہ ملا اور کئی سال تک وہ سیرالیون میں احمدیہ سیکنڈری سکولوں میں تدریس کا کام کرتے رہے۔

تعلیم الاسلام کالج میں آپ ہاکی کھیلتے تھے اور ہاکی کے بہت اچھے کھلاڑیوں میں سے تھے چونکہ ہاکی کا کھیل مغربی افریقہ میں نہیں کھیلا جاتا۔ فٹ بال ان کا پسندیدہ کھیل ہے۔ اس لئے آپ نے احمدیہ سیکنڈری سکول میں فٹ بال ٹیم کا چارج لے لیا اور کئی ٹورنامنٹ اپنے زیر اہتمام کروائے۔ ایک ٹورنامنٹ کا پہلے ذکر ہو بھی چکا ہے۔

تصویر میں محترم چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کے علاوہ بارہ افراد موجود ہیں جن میں سے سات کا ذکر تو میں نے کیا ہے باقی پانچ افراد کو میں اس تصویر میں پہچان نہیں سکا۔ تصویر میرے سیرالیون جانے سے پہلے کی ہے۔ لیکن بہرحال میرے پاس موجود ہے اور اگر کبھی مجھے باقی دوستوں کا پتہ چلا کہ وہ کون کون ہیں تو میں ان کا بھی خدا کے فضل سے ذکر کروں گا۔ آخر یہ کاغذی ہے پیرہن احباب کے تعارف ہی کا ایک سلسلہ ہے۔

حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:

"یاد رکھو کہ دین کو دنیا سے ہرگز نہ ملانا چاہیئے اور بیعت اس نیت سے ہرگز نہ کرنی چاہیئے کہ مَیں بادشاہ ہی بن جاؤں گا۔ یا ایسی کیمیا حاصل ہو جائے گی کہ گھر بیٹھے روپیہ ملتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ نے تو ہمیں اس لئے مامور کیا ہے کہ ان باتوں کو لوگوں سے چھڑا دیویں۔ ہاں یہ بات ضرور ہے کہ جو لوگ صدق اور وفا سے خدا تعالیٰ کی طرف آتے ہیں۔ اور اس کے لئے ہر ایک دُکھ اور مصیبت کو سر پر لیتے ہیں خدا تعالیٰ ان کو اور ان کی اولاد کو ہرگز ضائع نہیں کرتا۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین المملکتی حالات، واقعات، شخصیات ــــــ نون۔ سین

بی بی سی اور افغانستان

گذشتہ دنوں بی۔ بی۔ سی نے بتایا کہ افغانستان میں علماء کا ایک پینل اس بات پر غور کر رہا ہے کہ سٹاک ایکسچینج اسلامی احکام کے مطابق جائز ہے کہ نہیں۔ اور بی۔ بی سی نے اس خیال کا اظہار کیا کہ اگر یہ بات فیصلہ پا گئی کہ سٹاک ایکسچینج احکام قرآن کے خلاف ہے تو ساری دنیا کی مارکیٹ پر اثر پڑے گا۔ بی۔ بی۔ سی کے نمائندے نے یہ بھی کہا کہ یہ معاملہ ایسے وقت میں اٹھ رہا ہے جب کہ ایران میں سٹاک ایکسچینج میں تیزی آرہی ہے اور سعودی عرب کے شاہ فہد نے بھی شیئر خریدنے کی حامی بھر لی ہے۔ افغانستان کی موجودہ صورت حال کے متعلق بی بی سی کے نمائندے نے کہا کہ اگرچہ شراب تو وہاں انٹر کانٹینینٹل میں منع کر دی گئی ہے لیکن اگر کوئی شخص خریدنا چاہے تو اسے کاغذ میں لپیٹ کر بوتل دے دی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ شرعی احکام کے نفاذ کے سلسلے میں بی۔ بی۔ سی کے نمائندے نے اس بات کا اظہار کیا کہ اس سے پہلے جو عورتیں پردہ کرتی تھیں وہ اپنی مرضی کے مطابق برقع یا چادر اوڑھتی تھیں اور اکثر اوقات ایسے بھی دیکھا جاتا تھا کہ ایک برقع اوڑھے عورت کے قریب ہی ایک سکرٹ پہنے ٹائپسٹ لڑکی بھی کھڑی ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ اب بھلے سے سڑکوں پر عورتیں دکھائی نہ دیں۔ لیکن چونکہ کاغذ میں لپیٹ کر بوتل خریدنے والے کو شراب دے دی جاتی ہے۔ اس لئے اس بات کا امکان ہے کہ سڑکوں پر جھومتے جھامتے شرابی بھی نظر آئیں گے۔

ہمارا خیال ہے کہ اس کا بھی حکومت کوئی نہ کوئی انتظام کر ہی لے گی۔

لندن بینک میں چوری

بتایا گیا ہے کہ لندن کے ایک بینک میں لاکھوں کروڑوں پونڈ کی چوری ہوئی ہے اور اس سلسلے میں آٹھ افراد کو گرفتار کیا گیا ہے۔ ان میں سے چار مرد ہیں اور چار عورتیں۔ اور انہیں مرکزی بینک کے انتہائی سیکورٹی ڈپو جو ایک جگہ جو مشرقی لندن میں واقع ہے کے گھروں سے حراست میں لیا گیا ہے اور ان کے پاس سے ایک بہت بڑی تعداد نوٹوں کی ملی ہے اگرچہ ایک اخبار ڈیلی میل کی اس رپورٹ کی پولیس نے تفتیش نہیں کی کہ پچاس ملین پاؤنڈ چرائے گئے تھے۔ اس بینک میں ہر سال تقریباً ڈیڑھ ارب پاؤنڈ کے نوٹ جو سرکولیشن کی وجہ سے خراب ہو جاتے ہیں جلائے جاتے ہیں۔

جب بینک آف انگلینڈ سے پوچھا گیا تو اس کی ایک خاتون افسر نے کہا کہ یہ پولیس کا معاملہ ہے ہمیں اس سلسلے میں کوئی بات کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔

جن آٹھ افراد کو حراست میں لیا گیا ہے ان میں سے پانچ اس پلانٹ پر کام کرتے تھے۔ حراست میں لئے جانے کی کارروائی یوں شروع کی گئی کہ پولیس کو رپورٹ ملی کہ جہاں نوٹ جلائے جاتے ہیں وہاں سے ایک خاصی تعداد چوری ہو جاتی ہے۔ ان آٹھوں افراد کو فی الحال ضمانت پر رہا کر دیا ہے اور اس واقعہ کے متعلق مزید کوئی بیان نہیں جاری کیا گیا۔ روزنامہ ڈیلی میل نے کہا ہے کہ چار لاکھ پاؤنڈ صرف ایک ہی گھر سے جس پر چھاپہ مارا گیا تھا ملے۔ اور دوسرے دو مکانوں پر بھی ہزاروں لاکھوں پاؤنڈ پائے گئے۔

DED/DEF کمپلکس جن کے سٹاف کے افراد کی تعداد ایک ہزار کے قریب ہے برٹش بینک کے لئے نئے نوٹ جاری کرتا ہے۔ اور اسی طرح ان نوٹوں کو جلانے کی ذمہ داری بھی اسی کمپلکس پر آتی ہے جنہیں سرکولیشن سے واپس لے لیا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ جن نوٹوں کو ضائع کرنا ہوتا ہے انہیں پہلے کوٹ کر پاؤڈر کی صورت دی جاتی ہے اور وہاں پر سیکورٹی کے بہت زبردست انتظامات ہوتے ہیں۔

جہاں تک برطانیہ میں نوٹوں کی قیمت کا سوال ہے وہاں پانچ دس بیس اور پچاس پاؤنڈ کے نوٹ ہوتے ہیں۔

یورپ - فیڈرل کمیونٹی

مسز مارگریٹ تھیچر سابق وزیر اعظم برطانیہ نے اس بات کی شدید مخالفت کی ہے کہ یورپ کو ایک فیڈرل کمیونٹی بنا دیا جائے۔ اور متنبہ کیا ہے کہ جرمنی کی بڑھتی ہوئی طاقت سارے یورپ کے لئے کسی وقت بھی نقصان دہ ثابت ہو سکتی ہے۔ ہیگ میں تاجروں اور سفارت کاروں سے گفتگو کرتے ہوئے مسز تھیچر نے کہا کہ اگر یورپ کو وفاقی کمیونٹی بنا دیا گیا تو یقیناً جرمنی ان سب سے بالادست ہوگا۔ اور سارے یورپ کو خطرہ در پیش رہے گا۔ انہوں نے کہا کہ اس سے بہتر طریق یہ ہے کہ ایک ڈھیلی ڈھالی سی کنفڈریشن بنالی جائے جس کے ذریعے یورپ کی طاقت مستقل طور پر جاری رہے گی۔

بالی کانفرنس

غیر وابستہ تحریک کے وزرائے خارجہ نے گزشتہ روز لیبیا کے اس فیصلے کا خیر مقدم کیا کہ اس نے اقوام متحدہ کے اس ریزولیوشن کو تسلیم کر لیا ہے جس میں تشدد پسندی کے خاتمے کے لئے کہا گیا ہے۔ اس تحریک نے اپنی دو روزہ کانفرنس کے اختتام پر یہ بیان جاری کیا کہ وہ لیبیا کے اس اقدام سے خوش ہے۔

یہ دو روزہ کانفرنس بالی میں منعقد کی گئی تھی۔ اور اس میں یہ بھی فیصلہ کیا گیا کہ غیر وابستہ تحریک کی بڑی کانفرنس ستمبر کے مہینے میں جاکارتہ میں منعقد کی جائے۔ انڈونیشیا کے وزیر خارجہ نے صحافیوں کو بتایا کہ بیان میں ہماری زبان اس بات کی غماز ہے کہ دنیا میں تبدیلیاں پیدا ہو رہی ہیں۔ وزراء نے اپنے آپ کو اس بات میں محدود رکھا کہ تمام پارٹیاں کوشش کریں کہ جھگڑے کو بہتر طریق پر نمٹایا جاسکے اصل جھگڑا تو یہ ہے کہ لیبیا نے اپنے دو افراد جن پر بم کے ذریعے جہاز تباہ کرنے کا الزام ہے انہیں امریکہ کے سپرد کرنے سے انکار کیا ہوا ہے۔

لیبیا کے وزیر خارجہ ابراہیم محمد لبشاری نے بالی میں کہا کہ سیکورٹی کونسل کے ریزولیوشن ۷۳۱ میں یہ بات شامل نہیں ہے کہ ان دونوں افراد کو کسی اور ملک بھیجا جائے۔ نمائندوں نے محسوس کیا کہ لیبیا نے امریکہ اور برطانیہ اور فرانس کے خلاف کوئی زیادہ سخت لفظ استعمال نہیں کئے۔ حالانکہ اسے معلوم ہے کہ ان تینوں سے ایک مہم چلا کر لیبیا کے خلاف پابندیاں لگوائی ہیں۔ اس موقعہ پر وزراء نے اس بات کا اعادہ کیا کہ اسرائیل کی پالیسیاں جن میں تشدد اور علاقوں پر قبضہ کر لینا اور انہیں ملک کے ساتھ شامل کر لینا ہے قابل مذمت ہیں۔

عنوان سالانہ مقابلہ مقالہ نویسی خدام
"امامت کی اہمیت، عظمت و برکات"
آخری تاریخ ــــ ۱۶ اگست ۱۹۹۲ء
(مہتمم تعلیم)

ایک چھوٹی سی بات

کیا یہ بہتر ہے کہ آپ کے ناخن بڑھے ہوئے ہوں۔ ان میں میل جمع ہوتی ہو اور آپ اسے باقاعدگی کے ساتھ نکالتے رہیں اور ناخن صاف کرتے رہیں۔ یا یہ کہ آپ کے ناخن بہت اچھی طرح تراشیدہ ہوں۔ اور ان میں میل جمنے کا سوال ہی پیدا نہ ہو۔ تاکہ آپ کو کسی وقت بھی ناخنوں سے میل نکالنے کی ضرورت پیش نہ آئے۔ ہوسکتا ہے کوئی شخص یہ کہے کہ دونوں باتیں ایک جیسی ہیں۔ میل کا نہ ہونا بھی اچھا ہے اور اگر میل ہو تو اسے نکال دینا بھی اچھا ہے۔ لیکن یہ بات نہیں ہے۔ جن لوگوں کے ناخن ذرا بڑے ہوتے ہیں اور وہ گاہے بگاہے میل نکالتے رہتے ہیں۔ وہ بعض اوقات ایسے مواقع پر بھی میل نکالنے لگتے ہیں جو دوسروں کو بُرا لگتا ہے۔ دوسروں کے سامنے جب وہ پن یا کوئی اور چیز لے کر میل نکالنا شروع کر دیتے ہیں تو یقیناً پاس بیٹھے ہوئے دوست اسے اچھا نہیں سمجھ سکتے۔ کہتے ہیں کہ ایک شخص کسی بڑے مہذب ملک میں گیا ہوا تھا۔ وہاں آپس میں چند ایک دوست بیٹھے گفتگو میں مصروف تھے۔ اس شخص نے یونہی اپنے پاؤں پر نظر ڈالی تو اسے محسوس ہوا کہ انگوٹھے کے ناخن میں میل ہے۔ اس نے اسی وقت وہ میل نکالنی شروع کر دی۔ انگوٹھے کا ناخن تو صاف ہو گیا لیکن دوستوں کے دل میں میل بیٹھ گئی۔ انہوں نے سمجھا کہ یہ شخص باتیں چاہے کیسی ہی اچھی کرتا ہو عادتوں میں عجیب ہے۔ اس کے پاس بیٹھنے سے گریز کرنا چاہیئے۔ اور آہستہ آہستہ ان دوستوں کی اس شخص کے ساتھ دوستی منقطع ہو گئی۔

دیکھا آپ نے چھوٹی باتیں بعض اوقات بڑی بن جاتی ہیں۔ ناخن سے میل نکالنا بے شک چھوٹی سی ہی بات سہی۔ لیکن دوسرے لوگوں کے سامنے میل نکالنا یقیناً بُری بات ہے۔ اور بُری باتوں میں سے ایک بڑی بُری بات ہے۔

"اپنے لئے بھی دعا مانگو اور دوسروں کے لئے بھی اس سے اصلاح نفس اور قربانی کا مادہ بھی پیدا ہوتا ہے... پس جماعت کے سب بھائیوں کے لئے مصیبت زدوں کے لئے... مجموعی طور پر ان کی دینی و دنیوی ترقیات کے لئے دعائیں کرنی چاہئیں۔" (حضرت فضل عمر اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اطلاعات واعلانات

درخواست دعا

مکرم ڈاکٹر عبدالمنان صاحب ایکسرے سپیشلسٹ ریڈیالوجی سول ہسپتال فیصل آباد کو مورخہ ۲۲ مئی بروز جمعۃ المبارک صبح ہارٹ اٹیک کا شدید حملہ ہوا ہے۔ الائیڈ ہسپتال فیصل آباد میں زیر علاج ہیں اور خاص وارڈ میں رکھا گیا ہے۔

○ مکرم محمد ارشد صاحب کاتب کارکن نظارت اشاعت صدر انجمن احمدیہ کی اہلیہ چند یوم سے بعارضہ قلب بیمار ہیں۔ فضل عمر ہسپتال میں علاج جاری ہے۔

○ مکرم خالد ہدایت بھٹی صاحب کچھ عرصہ سے علیل چلے آرہے ہیں۔

احباب ان کے لئے دعا کریں۔

سانحہ ارتحال

محترمہ روبینہ نعیم صاحبہ اہلیہ محترم نعیم احمد خان صاحب آف لاہور ۶ اور ۷ مئی کی درمیانی شب ایک بجے بچی کی پیدائش کے بعد سر گنگا رام ہسپتال لاہور میں انتقال کر گئیں۔ انکی عمر ۳۰ سال تھی۔ اسی دن اُن کا جنازہ ربوہ لایا گیا اور ۷ مئی کو نماز عصر کے بعد جنازہ پڑھا گیا۔ بعد ازاں قبر تیار ہونے پر مکرم اللہ بخش صادق صاحب نے دعا کروائی۔

○ محمد حسین بھٹی صاحب ابن مکرم جمال دین بھٹی صاحب گرمولہ ورکاں ضلع گوجرانوالہ مورخہ ۷ مئی ۹۲ء بروز جمعرات سوا آٹھ بجے صبح ۷۳ سال کی عمر میں وفات پا گئے نماز جنازہ مکرم امین احمد تنویر صاحب مربی سلسلہ نے اگلے روز پڑھائی۔

احباب انکی بلندیٔ درجات کیلئے دعا کریں

اعلان دارالقضاء

(محمد اسلم جاوید صاحب وغیرہ بابت ترکہ حفیظ بیگم صاحبہ)

○ مکرم محمد اسلم جاوید صاحب حال جرمنی بذریعہ مکرم نذیر احمد صاحب سکنہ ۱۰/۱۲۱ شالامار لنک روڈ مغلپورہ لاہور نے درخواست دی ہے کہ حفیظ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم فقیر محمد صاحب محلہ دارالیمن ربوہ بقضائے الٰہی وفات پا گئیں ہیں قطعہ مکان نمبر ۲/۱۳ محلہ دارالیمن ربوہ ان کے نام الاٹ ہے یہ قطعہ ان کے مندرجہ ذیل ورثاء کے نام منتقل کر دیا جائے۔

مکرم فقیر محمد صاحب — خاوند
مکرمہ محمودہ پروین صاحبہ — بیٹی
″ مقصودہ پروین صاحبہ ″
″ روبینہ کوثر صاحبہ ″
″ امۃ الشکور صاحبہ ″
″ نبیلہ صاحبہ ″
مکرم محمد اسلم جاوید صاحب — بیٹا

بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ اگر کسی وارث یا غیر وارث کو اس انتقال پر کوئی اعتراض ہو تو تیس یوم کے اندر دارالقضاء میں اطلاع دیں۔

(ناظم دارالقضاء ربوہ)

وصایا

ضروری نوٹ:- مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری مجلس کارپرداز۔ ربوہ

مسل نمبر ۲۸۴۴۵ میں

فاتح الدین ولد محمد رشید الدین صاحب قوم چوہدری پیشہ طالب علم عمر ۲۴ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن کراچی بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۴-۱۲-۹۱ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱۰/۱ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ -/۱۰۰ روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱۰/۱ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد فاتح الدین A134/1 فیڈرل بی ایریا کراچی۔ گواہ شد نمبر ۱۔ مبارک احمد بھٹی وصیت نمبر ۲۴۱۰۰۔ گواہ شد نمبر ۲۔ محمد ظفر اللہ بٹ وصیت نمبر ۱۵۴۲۶۔

سالانہ مقابلہ مضمون نویسی اطفال الاحمدیہ ۱۹۹۲ء

گذشتہ سالوں کی طرح امسال بھی مجلس اطفال الاحمدیہ پاکستان شعبہ اشاعت کی طرف سے ایک مقابلہ مضمون نویسی کروایا جارہا ہے۔ جس کے لئے تین عناوین مقرر کئے گئے ہیں۔

۱۔ پانچ بنیادی اخلاق۔
۲۔ جماعت احمدیہ کا مختصر تعارف۔
۳۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بچوں سے حسن سلوک۔

دیئے گئے موضوعات میں سے اطفال کو کسی ایک موضوع پر مضمون لکھنا ہوگا۔ مضامین کے مرکز میں پہنچنے کی آخری تاریخ ۱۶ اگست ۱۹۹۲ء ہے۔ اس تاریخ کے بعد موصول ہونے والے مضامین مقابلے میں شامل نہیں کئے جائیں گے اس کے علاوہ جو مضامین بنیادی شرائط کو پورا نہیں کریں گے انہیں بھی مقابلے میں شمار نہیں کیا جائیگا۔ بنیادی شرائط درج ذیل ہیں۔

۱۔ ہر مضمون کم از کم دس فل سکیپ صفحات پر مشتمل ہونا چاہیئے۔
۲۔ مضمون طفل کے اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا ہونا چاہیئے نیز طفل کا اپنی مجلس کی تجنید میں شامل ہونا ضروری ہے ان دونوں باتوں کی تصدیق ہر مضمون کے آخر میں ناظم صاحب اطفال کریں گے۔
۳۔ ہر مضمون کے شروع میں واضح الفاظ میں عنوان۔ طفل کا نام۔ ولدیت۔ عمر مجلس اور ضلع کا نام لکھنا ضروری ہے۔

اوّل دوم اور سوم آنے والے مضامین کو سندات امتیاز کے علاوہ بالترتیب مبلغ -/۳۰۰ روپے -/۲۵۰ روپے اور -/۲۰۰ روپے نقد بطور انعام دیئے جائیں گے نیز اوّل آنے والا مضمون تشحیذ میں شائع کروایا جائے گا۔ اس کے علاوہ پہلے پچاس بہترین مضامین لکھنے والوں کو بھی سندات امتیاز ارسال کی جائیں گی۔

(سیکرٹری اشاعت اطفال الاحمدیہ پاکستان)

بقیہ: صفحہ ۱ سے آگے

برکتیں اسے مل جاتی ہیں جن کا ذکر قرآن کریم میں کیا گیا ہے اور اگر وہ ایسا نہ بنے یعنی عباد الرحمٰن میں شامل نہ ہو تو اس کا وہ خود ذمہ دار ہے۔ کسی اور پر اس کی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی اور نہ کسی اور کو مجرم قرار دیا جاسکتا ہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۳ دسمبر ۱۹۷۷ء)

بقیہ: صفحہ ۳ سے آگے

راضی برضا تھا۔ (۔۔۔) ہاں ایک غم تھا جو میرے قبضہ و قدرت میں نہیں تھا اور بعض یادیں اس غم کو آزاد ہواؤں کی طرح ہر سمت سے آکر انگیخت کر جاتی تھیں اپنی ماں کے وہ الفاظ مجھے بار بار یاد آ آ کر دکھ دیتے تھے جو ایک دفعہ تکلیف کی شدت میں موت کو سرہانے کھڑے دیکھ کر مجھ سے کہے تھے۔

"طاری! مجھے یہ بہت احساس ہے کہ میں تمہارا خیال نہیں رکھ سکی اور جیسا کہ حق تھا تم سے پیار نہیں کیا۔ بلکہ ہمیشہ سختی کی۔ یہ صرف تمہاری تربیت کی خاطر تھا۔ لیکن اس کی بھی مجھے تکلیف ہے۔ تم دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس بیماری سے شفا دے دے۔ میں دعا کرتی ہوں کہ اب تمہارا بہت خیال رکھوں گی۔ اور گذشتہ ہر کمی کو پورا کر دوں گی۔"

بعینہٖ یہی مفہوم تھا جو انہوں نے اپنے الفاظ میں بڑی حسرت کے ساتھ ادا کیا۔ اور جب یہ الفاظ مجھے یاد آتے تھے تو دل بے طرح بے قابو ہو جاتا تھا کہ پیار کی خاطر نہیں سختی ہی کی خاطر آئیں لیکن ایک بار واپس آجائیں یا اب بھی خوابوں میں کبھی آتی ہیں تو یوں محسوس ہوتا ہے جیسے اسی وعدہ کے ایفاء کے لئے آتی ہیں۔ لیکن خوابوں سے بھی دل بہلے ہیں کبھی؟

اللہ تعالیٰ آپ کی روح کو ہمیشہ اپنی رحمت کے سائے تلے رکھے اور رحمت کے سائے تلے اٹھائے (۔) وہ اپنے رحیم و کریم خدا کے بے پایاں فضل کے اس دروازے سے ابد الآباد کی جنتوں میں داخل ہوں جس پر کوئی حساب کے فرشتے مسلط نہیں۔ اے خدا تو ایسا ہی کر۔ اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے خدا تو ایسا ہی کر۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

○ سندھ میں ڈاکوؤں اور دہشت گردوں کے خلاف ملٹری ایکشن شروع ہونے والا ہے۔ مزید دو بریگیڈ اور کمانڈوز بٹالین بھیجنے کا فیصلہ کر لیا گیا ہے۔ آپریشن میں حصہ لینے کے لئے ایک میجر جنرل کو بھی بھیجا جا رہا ہے جو کور کمانڈر کراچی کی زیر نگرانی کام کریں گے۔ کراچی حیدرآباد اور بیرونی علاقوں میں فوجی دستوں کی نقل و حرکت جاری ہے انتظامیہ تصدیق کرنے سے انکار کر رہی ہے۔ سول اور پولیس کے افسران آپریشن کے طریقہ کار سے لاعلم ہیں۔ اب مختلف طریقے سے آپریشن کیا جا رہا ہے کیونکہ فوج اور حکومت نتیجہ چاہتی ہے۔ منادی کے ذریعے اعلان کیا گیا ہے کہ دریائے سندھ کے حفاظتی بندوں پر مغرب اور فجر کے درمیان چلنے والوں کو گولی مار دی جائے گی۔ بند پر ہر ایک کلومیٹر پر چوکیاں قائم کر دی گئی ہیں۔

○ قائد حزب اختلاف محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ سندھ میں کسی آپریشن کے لئے اسمبلی کو اعتماد میں نہیں لیا گیا۔ اس سے سنگین بحران پیدا ہو جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ سندھ کے وزیر اعلیٰ کو فوجی مداخلت پر مجبور کیا جا رہا ہے۔

○ پی ڈی اے کے لیڈر ریٹائرڈ ائر مارشل اصغر خان نے کہا ہے کہ سندھ میں فوج کے یکطرفہ استعمال سے حالات بگڑ جائیں گے۔

○ سندھ کے لیڈر پیر صاحب پگارا نے کہا ہے کہ اگر غیر جانبداری سے آپریشن کیا جائے تو کامیاب ہو سکتا ہے۔

○ اسلامی جمہوری محاذ کے سیکرٹری جنرل مولانا فضل الرحمٰن نے کہا ہے کہ سندھ میں فوجی آپریشن ملک و ملت کی سالمیت کے لئے نقصان دہ ثابت ہو سکتا ہے

○ سابق حکومت کے مشیر راؤ رشید نے کہا ہے کہ فوج بھی سندھ کے حالات پر قابو نہیں پا سکے گی۔ منصفانہ انتخابات کے بعد نئی انتظامیہ کو حالات پر قابو پانے کے لئے وقت دیا جائے گا۔

○ پاکستان کی سرحد کے قریب چین نے انتہائی قوت کا ایٹمی دھماکہ کیا ہے۔ دھماکہ سویڈن کی یونیورسٹی کے مرکز میں ریکارڈ کیا گیا۔ اور اس سے ریکٹر سکیل پر ۶۳ء۷ درجے کے زلزلے کی کیفیت پیدا ہوئی۔ مبصرین کا کہنا ہے کہ چین کا زیر زمین ایٹمی دھماکہ سیاسی انتباہ ہے چین نے صدر بش کو خبردار کیا ہے کہ وہ مسلسل ایٹمی دھماکے کرنے کی ہٹ دھرمی چھوڑ دیں۔ امریکہ کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ خود ایٹمی دھماکے کرتا رہے اور چین پر ایٹمی تجربات میں کمی کے لئے دباؤ ڈالے۔

○ پرانے سکھر کے قریب دن دہاڑے یکے بعد دیگرے فائرنگ کی دو وارداتیں ہوئیں نامعلوم افراد نے ایم کیو ایم کے کارکن کو ہلاک کر دیا۔ دوسرے واقعے میں ایک شخص زخمی ہو گیا۔

○ پنجاب کے وزیر اعلیٰ نے جماعت اسلامی سے کہا ہے کہ وہ اپنے فیصلے پر نظر ثانی کرے اور آئی جے آئی کے قافلے میں واپس آجائے۔

○ نواب زادہ نصر اللہ خان نے کہا ہے کہ سیاسی پارٹیوں کے اتفاق رائے سے فوج کو شق نمبر ۲۴۵ کے تحت اختیارات دیئے جا سکتے ہیں۔

○ وائس آف جرمنی نے کہا ہے کہ پاکستان میں زلزلہ چین کے ایٹمی دھماکہ کی وجہ سے آیا ہے۔

○ ایران میں سیلاب سے ۲۱۴ افراد ہلاک ہو گئے۔

○ تھانہ بھوانہ کے سامنے پولیس وین الٹنے سے ۲ کانسٹیبل ہلاک اور ۶ زخمی ہو گئے۔ ہلاک ہونے والوں کی نعشیں ملتان بھیج دی گئیں۔ ۳ زخمیوں کو خطرناک حالت میں فیصل آباد ہسپتال پہنچا دیا گیا۔

○ وفاقی وزیر مذہبی امور نے کہا ہے کہ آئین میں قومی حکومت کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

○ سندھ کے تعلقہ ڈوکری میں ڈاکوؤں کے ۱۲ مسلح اور تربیت یافتہ گروہ سرگرم عمل ہیں۔ گذشتہ ۵ ماہ کے دوران اس علاقے میں قریباً ۹۰ افراد کو تاوان کے لئے اغوا کیا گیا۔ جن میں سے بیشتر کو تاوان حاصل کرنے کے بعد رہا کر دیا گیا۔ درجن بھر کے قریب اب بھی ڈاکوؤں کے قبضے میں ہیں۔

○ سندھ کے وزیر اعلیٰ سید مظفر شاہ نے کہا ہے کہ سندھ میں حالات سنگین نہیں ہیں۔ لوگوں کی باتوں پر نہ جایا جائے۔ سندھ میں کارروائی صرف وہاں ہو گی جہاں ضرورت ہو گی۔ انہوں نے کہا کہ سندھ میں جو بھی کارروائی ہو گی وہ حکومت سندھ کے مشورے سے ہو گی۔

○ سندھ میں آپریشن کا اعلان ہوتے ہی ڈاکو اور ان کے سرپرست غائب ہو گئے۔ مہران فورس ڈاکوؤں کے اڈوں کے قریب اپنی پوزیشنیں سنبھال رہی ہے کسی بھی وقت کارروائی شروع ہو سکتی ہے

○ وزیر دفاع سید غوث علی شاہ نے کہا ہے کہ مشرقی سرحد پر دشمن کی مداخلت کے ٹھوس ثبوت مل چکے ہیں انہوں نے بھارت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ وہ سندھ میں بے چینی کے موجودہ واقعات میں ملوث ہے۔ انہوں نے کہا کہ سندھ میں دہشت گردوں قانون شکنوں اور اغوا کرنے والوں کے خلاف آپریشن سے صورتحال بہتر ہو جائے گی۔

○ کابل میں دوبارہ جنگ چھڑ گئی ہے کابل شہر توپوں کے گولوں کی گھن گرج سے گونج اٹھا۔ گیلم جم ملیشیا نے ثالثی کونسل کے امن معاہدے کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ہے جس کے نتیجے میں پون گھنٹے تک جنرل دوستم کی ملیشیا اور حکمت یار کی فوجوں کے درمیان شدید لڑائی ہوتی رہی۔ امن معاہدے کے مطابق ملیشیا کو تمام اسلحہ چھوڑ کر کابل سے نکل جانا ہو گا۔ کابل کی عبوری انتظامیہ کا کوئی رکن نئی صورتحال پر تبصرہ کرنے کے لئے موجود نہیں ہے۔

بقیہ: صفحہ ۱ سے آگے

پڑھ کر سنایا گیا۔ بعد ازاں حضرت بانیٔ سلسلہ کا منظوم دعائیہ کلام پیش کیا گیا۔ بعد ازاں مکرم کمال یوسف صاحب نے اس شادی کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کروائی۔ اگلے روز ۱۹ اپریل بروز اتوار مکرم منور احمد اختر صاحب نے اوسلو میں ہی دعوت ولیمہ کی تقریب کا انعقاد کیا۔ احباب کی خدمت میں اس رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

عورتوں کیلئے خاص دوائیں
تریاق اٹھراء۔ نور نظر۔ حب مفید النساء حب شفاء الرحم۔ حب مرجان۔ سپاری پاک حب ایامی۔ روغن شفاء۔ حب امید۔ حب مقوی رحم۔ حب عطر گلاب۔ حب قلب الحجر۔ عروسی۔ شبابی وغیرہ
تفصیلات کیلئے لٹریچر طلب کریں۔
صرف طبیب کے مشورہ سے یہ ادویہ استعمال کریں ـــــ اطباء اور سٹاکسٹ کیلئے معقول کمیشن پر مال دستیاب ہے
خورشید یونانی دواخانہ
خورشید
رجسٹرڈ۔ ربوہ۔ پاکستان

ربوہ میں جائیداد خریدنے کا سنہری موقع
پلاٹ رہائشی ۳۰/۲ دار الصدر شمالی برقبہ ۱۷ مرلہ قابل فروخت ہے۔
رابطہ: راؤ عبد الجبار صاحب مرچنٹ نزد مکان ڈاکٹر شریف احمد صاحب دندان ساز دار الرحمت شرقی ب ربوہ

دانتوں کا معائنہ مفت
احمد ڈینٹل کلینک
طارق مارکیٹ اقصیٰ چوک۔ ربوہ
اوقات کار:۔ ۳½ شام تا ۷ بجے
ڈینٹسٹ:۔ رانا مدثر احمد

ہر قسم کا کاغذ، بکس بورڈ، گتہ بارعایت خریدنے کیلئے ہمارے ہاں تشریف لائیں
مقبول پیپر مارٹ
۲۲، ذوالقرنین چیمبرز گنپت روڈ
لاہور
دفتر فون نمبرز ۲۳۲۳۸۰-۲۲۳۶۹۰
فون گھر ۲۳۳۶۳۰-۸۵۸۹۱۱ / ۸۵۸۸۸۱
پروپرائیٹر: ملک عبد اللطیف ستکوہی ۱۰۹/C، ماڈل ٹاؤن۔ لاہور